۳۔ غزل ۔ مرزا داغؔ دہلوی

یہ اُردو زبان کا جادو ہے کہ لوگ تحریر یا تقریر کے دوران اپنی بات کو پُر اثر بنانے کے لیے اُردو کے اشعار استعمال کرتے ہیں۔ اس موقع پر داغؔ دہلوی کا یہ شعر بے اختیار یاد آتا ہے جو عام طور پر اُردو کی تعریف میں دہرایا جاتا ہے ۔

اُردو ہے جس کا نام ہمیں جانتے ہیں داغؔ ہندوستاں میں دھوم ہماری زباں کی ہے

جان پہچان : نواب مرزا خان داغؔ ۲۵ رمئی ۱۸۳۱ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ جب وہ چھے سات برس کے تھے کہ ان کے والد کا انتقال ہوگیا۔ داغ کو لال قلعہ میں رہنے اور وہیں تعلیم حاصل کرنے کا موقع ملا اور ذوقؔ جیسا استاد بھی ملا۔ ۱۸۵۷ء کے ہنگامے کے بعد نواب کلب علی خاں نے انھیں رام پور بلایا تھا۔ نواب صاحب کے انتقال کے بعد وہ حیدر آباد آگئے اور میر محبوب علی خاں والیِ دکن کے استاد ہوئے اور 'بلبلِ ہندوستان' اور 'فصیح الملک' کے خطابات پائے۔ ۱۷ر مارچ ۱۹۰۵ء کو حیدر آباد میں ان کا انتقال ہوا۔

خاطر سے یا لحاظ سے میں مان تو گیا
جھوٹی قسم سے آپ کا ایمان تو گیا

دِل لے کے مفت کہتے ہیں کچھ کام کا نہیں
اُلٹی شکایتیں ہوئیں احسان تو گیا

افشائے رازِ عشق میں گو ذِلتیں ہوئیں
لیکن اُسے جتا تو دیا جان تو گیا

گو نامہ بر سے خوش نہ ہوا پر ہزار شکر
مجھ کو وہ میرے نام سے پہچان تو گیا

ہوش و حواس و تاب و تواں داغؔ جاچکے
اب ہم بھی جانے والے ہیں سامان تو گیا

معانی واشارات

خاطر - لحاظ، پاس
افشائے راز - بھید کھلنا
ذِلت - بے عزّتی
نامہ بر - پیغام پہنچانے والا
تاب - گرمی، چمک
تواں - طاقت، زور

مشق

* اوپر دی ہوئی غزل میں پیش کیے گئے یہ بیانات صحیح ہیں یا غلط لکھیے :

۱۔ شاعر جانتا ہے کہ محبوب جھوٹ بول رہا ہے۔
۲۔ محبوب شاعر کا احسان مند ہے۔
۳۔ بے عزّتی کا سامنا کرنے کے باوجود شاعر اپنی کامیابی پر خوش ہے۔
۴۔ محبوب نامہ بر سے خوش نہیں ہے اس لیے شاعر شکر ادا کر رہا ہے۔
۵۔ شاعر اپنا شہر چھوڑ کر کسی دوسرے شہر جانے والا ہے۔

* صحیح متبادل منتخب کیجیے۔

۱۔ مرزا داغؔ کی جائے پیدائش ....
(i) لال قلعہ (ii) دہلی (iii) رام پور

۲۔ مرزا داغؔ کی پرورش ....
(i) دہلی (ii) لال قلعہ (iii) رام پور

۳۔ مرزا داغؔ کے استاد ....
(i) کلب علی خان (ii) مرزا خان
(iii) میر محبوب علی خان

۴۔ مرزا داغؔ خطابات سے نوازے گئے۔
(i) دو ....
(ii) ایک ....
(iii) تین ....

* **اشعار کی تشریح کیجیے۔**

(i) خاطر سے یا لحاظ سے میں مان تو گیا
جھوٹی قسم سے آپ کا ایمان تو گیا

(ii) گو نامہ بر سے خوش نہ ہوا پر ہزار شکر
مجھ کو وہ میرے نام سے پہچان تو گیا

* **داغؔ دہلوی کی کوئی اور غزل تلاش کر کے اپنی بیاض میں نقل کیجیے۔**

مراعاۃ النظیر

میرؔ کا یہ شعر پڑھیے ۔

پتا پتا ، بوٹا بوٹا حال ہمارا جانے ہے
جانے نہ جانے ،گل ہی نہ جانے ، باغ تو سارا جانے ہے

اس شعر میں پتا، بوٹا، گل، باغ کے الفاظ ایک دوسرے سے مناسبت رکھتے ہیں۔یعنی ایک لفظ کی مناسبت سے دوسرا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔شعر میں لفظوں کے ایسے استعمال کو **'مراعاۃ النظیر'** کہتے ہیں یعنی مناسبت کی رعایت۔

* **اپنی پڑھی ہوئی داغؔ کی غزل میں مراعاۃ النظیر کا شعر تلاش کیجیے۔**

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

۴۔ غزل - ناصرؔ کاظمی

اُردو کے چند اہم شاعروں کے نام اگر پوچھے جائیں تو آپ کا جواب کیا ہوگا؟ یہی نا، میرؔ، غالبؔ، اقبالؔ، فیضؔ، وغیرہ۔ان میں سے ہر شاعر کا اپنا انداز ہے۔ نئے شاعروں میں جن لوگوں نے میرؔ کا انداز اور لب ولہجہ اپنایا ان میں ناصرؔ کاظمی ایک اہم شاعر ہے۔غزل کے تعارف میں بتایا گیا ہے کہ اس میں قافیے کے بعد اکثر بار بار آنے والے لفظ بھی ہوتے ہیں جنھیں ردیف کہتے ہیں۔غزل میں قافیے ہونا ضروری ہے لیکن ہر غزل میں ردیف ہونا ضروری نہیں۔ذیل میں ایسی ہی غزل پیش ہے۔

جان پہچان : ناصرؔ کاظمی ۸/دسمبر ۱۹۲۵ء کو انبالہ میں پیدا ہوئے۔ان کا اصل نام سیّد ناصر رضا تھا۔انھوں نے بی۔اے تک تعلیم پائی۔ مختلف اوقات میں رسالہ 'اوراقِ نو، خیال' اور 'ہمایوں' کی مجلسِ ادارت میں شریک رہے۔ریڈیو میں اسٹاف آرٹسٹ کی حیثیت سے ملازمت کی۔ ۱۹۷۳ء میں لاہور میں انتقال ہوا۔'برگِ نے'، دیوان، نشاطِ خواب' اور 'پہلی بارش' ان کے شعری مجموعے ہیں۔'خشک چشمے کے کنارے' ان کے نثری مضامین کا مجموعہ ہے۔ ان کا لہجہ نرم، دھیما اور پرسوز ہے۔ہندی کے کومل الفاظ کو تاثیر کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔غزل کے اپنے مخصوص رنگ کی بنا پر ان کا شمار اہم ترین جدید غزل گو شاعروں میں ہوتا ہے۔۲/ مارچ ۱۹۷۲ء کو لاہور میں ان کا انتقال ہوا۔

سناتا ہے کوئی بھولی کہانی مہکتے میٹھے دریاؤں کا پانی
یہاں جنگل تھے آبادی سے پہلے سنا ہے میں نے لوگوں کی زبانی
یہاں اک شہر تھا ، شہرِ نگاراں نہ چھوڑی وقت نے اس کی نشانی
خیالوں ہی میں اکثر بیٹھے بیٹھے بسا لیتا ہوں اِک دُنیا سہانی
اندھیری شام کے پردوں میں چھپ کر کسے روتی ہے چشموں کی روانی

پہاڑوں سے چلی پھر کوئی آندھی　　اُڑے جاتے ہیں اوراقِ خزانی

نئی دنیا کے ہنگاموں میں ناصرؔ
دبی جاتی ہیں آوازیں پُرانی

معانی واشارات

شہرِنگاراں - حسینوں کا شہر

اوراقِ خزانی - خزاں رسیدہ پتے

مشق

* غزل کے حوالے سے درج ذیل کے کام بیان کیجیے۔

ا۔ دریاؤں کا پانی　　۲۔ چشموں کی روانی

۳۔ شاعر

* شعر کی تشریح کیجیے۔

اندھیری شام کے پردوں میں چھپ کر
کسے روتی ہے چشموں کی روانی

* اپنے پسندیدہ دوغزل گوشعرا کے دو دو اشعار لکھیے۔
* ناصرؔ کاظمی کی غزل کی خوبیاں بیان کیجیے۔

۵۔ غزل - کلیم عاجزؔ

پہلی بات : عام طور پر کہا جاتا ہے کہ عقل مند کو اشارہ کافی ہے۔غزل میں شاعر اشاروں میں کبھی بڑی گہری بات کہہ جاتا ہے،کبھی اپنے دل کا حال بیان کر جاتا ہے۔ بادشاہوں کے دور میں کسی کی کیا مجال جوان کے خلاف لب کشائی کرے۔اس زمانے میں شاعر اپنے کلام میں محبوب کی زیادتیاں بیان کیا کرتا تھا مگر واقعتہً وہ حکمرانوں کے ظلم وستم کی طرف اشارہ کرتا تھا۔ یہ روایت غزل میں بھی پائی جاتی ہے۔ یہ اشارے اتنے بلیغ ہوا کرتے ہیں کہ ان اشعار کو ہر اس شخص کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے جن کی زیادتیوں کو بیان کرنا ہے۔

کلیم عاجزؔ کی یہ غزل اسی مزاج اور رنگ و آہنگ کی حامل ہے۔ان کا یہ شعر بہت مشہور ہے ؎

دامن پہ کوئی چھینٹ ، نہ خنجر پہ کوئی داغ　　تم قتل کرو ہو کہ کرامات کرو ہو

جان پہچان : کلیم عاجزؔ ۱۱/اکتوبر ۱۹۲۴ء کوتلہارا ضلع نالندہ (بہار) میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم پٹنہ مسلم اسکول میں مکمل کی۔ پھر پٹنہ یونیورسٹی سے ایم۔اے اور ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں حاصل کیں۔کلیم عاجزؔ نے ملک اور بیرونِ ملک کے اہم مشاعروں میں اپنا کلام سنایا۔'جب فصلِ بہاراں آئی تھی، وہ جو شاعری کا سبب ہوا (شاعری)، جہاں خوشبو ہی خوشبو تھی (خودنوشت)، یہاں سے کعبہ، کعبہ سے مدینہ (سفرنامہ)' ان کی مشہور تصانیف ہیں۔۱۹۸۲ء میں حکومتِ ہند نے انھیں پدم شری کے اعزاز سے نوازا۔۱۵/فروری ۲۰۱۵ء کو ہزاری باغ میں ان کا انتقال ہوا۔

میرے ہی لہو پر گزر اوقات کرو ہو　　مجھ سے ہی امیروں کی طرح بات کرو ہو
دن ایک ستم ، ایک ستم رات کرو ہو　　وہ دوست ہو ، دشمن کو بھی تم مات کرو ہو
ہم خاک نشیں ، تم سخن آرائے سرِ بام　　پاس آ کے ملو ، دور سے کیا بات کرو ہو
ہم کو جو ملا ہے وہ تمھیں سے تو ملا ہے　　ہم اور بھلا دیں تمھیں ، کیا بات کرو ہو

یوں تو ہمیں منہ پھیر کے دیکھو بھی نہیں ہو   جب وقت پڑے ہے تو مدارات کرو ہو
دامن پہ کوئی چھینٹ ، نہ خنجر پہ کوئی داغ   تم قتل کرو ہو کہ کرامات کرو ہو
بکنے بھی دو عاجز کو جو بولے ہے ، بکے ہے
دیوانہ ہے ، دیوانے سے کیا بات کرو ہو

معانی واشارات

کرو ہو - کرتے ہو | سخن آرائے سرِ بام - چھت یا بلندی سے بات کرنا

مشق

* صحیح مصرعوں کی جوڑیاں لگایئے :

ستون 'ب'	ستون 'الف'	
پاس آ کے ملو، دؤر سے کیا بات کرو ہو	میرے ہی لہو پر گزر اوقات کرو ہو	۱۔
جب وقت پڑے ہے تو مدارات کرو ہو	دن ایک ستم ، ایک ستم رات کرو ہو	۲۔
مجھ سے ہی امیروں کی طرح بات کرو ہو	ہم خاک نشیں ، تم سخن آرائے سرِ بام	۳۔
وہ دوست ہو، دشمن کو بھی تم مات کرو ہو	یوں تو ہمیں منہ پھیر کے دیکھو بھی نہیں ہو	۴۔

* کلیم عاجزؔ کے شخصی خاکے کو مکمل کیجیے۔

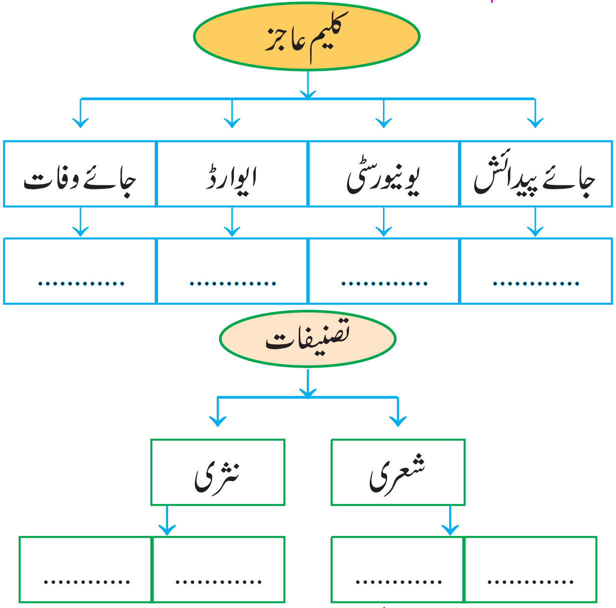

* شعر کی تشریح کیجیے۔

دامن پہ کوئی چھینٹ ، نہ خنجر پہ کوئی داغ
تم قتل کرو ہو کہ کرامات کرو ہو

* درج ذیل مفہوم کا شعر غزل سے نقل کیجیے۔

میری اپنی کسی بھی اچھی بری چیز یا حالت کی وجہ تم ہو، ہم تمھیں بھلا دیں یہ ہو نہیں سکتا۔

* تین خالی کالموں میں تین ایسے حروف لکھیے جن سے غزل کی چار قافیے تیار ہو جائیں۔

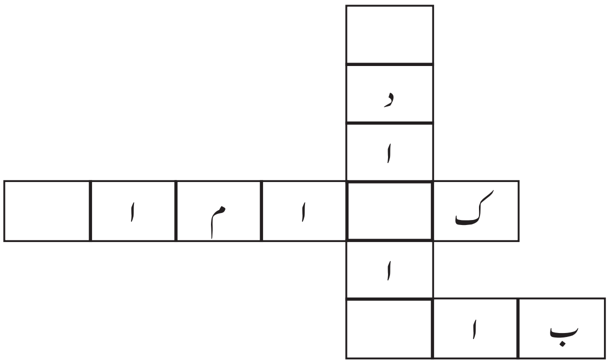

* کہاوت 'ہماری بلی ہمیں سے میاؤں' کے مفہوم والے شعر کو تلاش کر کے لکھیے۔
* دو دو متضاد الفاظ والا شعر لکھیے۔
* خاک نشین اور سرِ بام کے تعلق کو واضح کیجیے۔
* مدارات کرنے کی وجہ لکھیے۔

* غزل کے چوتھے شعر میں 'کیا بات کرو ہو' کے مفہوم کا صحیح متبادل لکھیے۔

(الف) بات مت کرو (ب) ایسا نہیں ہوسکتا
(ج) بات کرنا مشکل ہے

* آپ جانتے ہیں کہ غزل کے پہلے شعر کے دونوں مصرعوں میں قافیے ہوں تو اس شعر کو مطلع کہا جاتا ہے۔ غزل کے دوسرے شعر میں بھی مطلع کی طرح قافیے ہوں تو استاد سے ایسے شعر کا اصطلاحی نام معلوم کیجیے۔
* کلیم عاجزؔ کی غزل میں ایسے شعر کے قافیے اور ردیف کی نشان دہی کیجیے۔
* لفظ 'دوست' سے متعلق اشعار جمع کرکے یاد کیجیے۔

صنعتِ تضاد

میرؔ کی مثنوی کے یہ مصرعے دیکھیے

بیٹھے اُٹھتے نہیں ہیں بام و در
ابر رحمت ہے یا کہ زحمت ہے
تر ہیں جو خشک اور تروں میں ہیں
جزر و مد، جس کا تا فلک جا ہے

ان میں 'اُٹھتے - بیٹھتے، رحمت - زحمت، تر - خشک، جزر - مد' الفاظ ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ جب شعر میں ایسے متضاد الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں تو اس صنعت کو 'تضاد' کہتے ہیں۔

* سوداؔ کی غزل میں تضاد کا شعر تلاش کرکے لکھیے۔
* کلیم عاجزؔ کی غزل میں تضاد کا شعر تلاش کرکے لکھیے۔
* دیوانِ غالبؔ سے کوئی ایسی غزل تلاش کرکے لکھیے جس میں قافیے ہوں، ردیف نہ ہوں۔

انٹرنیٹ کی دنیا سے
www.sherosokhan.com

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

۶۔ غزل - مجروحؔ سلطان پوری

شاعری ہمارے اندر جینے کی اُمنگ اور آگے بڑھنے کا حوصلہ بھی پیدا کرتی ہے۔ اسی قسم کا ایک شعر ہے۔

میں اکیلا ہی چلا تھا جانبِ منزل مگر
لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

اس شعر کے خالق ہیں مجروحؔ سلطان پوری۔

جان پہچان : مجروحؔ سلطان پوری کا اصل نام اسرارالحسن خان تھا۔ وہ یکم اکتوبر ۱۹۱۹ء کو سلطان پور (یوپی) میں پیدا ہوئے۔ مدرسہ میں ابتدائی تعلیم حاصل کرکے انھوں نے عالم کی سند حاصل کی تھی۔ مجروحؔ سلطان پوری مشہور ترقی پسند شاعر ہیں۔ انھوں نے کئی فلموں کے لیے گیت بھی لکھے ہیں۔ ۱۹۹۳ء میں انھیں 'دادا صاحب پھالکے ایوارڈ' سے نوازا گیا۔ اس انعام کو حاصل کرنے والے وہ اوّلین فلمی نغمہ نگار تھے۔ ان کی شاعری میں لب ولہجہ کی بلند آہنگی کے ساتھ جوش وخروش پایا جاتا ہے۔ 'غزل' اور 'مشعلِ جاں' ان کے شعری مجموعے ہیں۔ ۲۴؍ مئی ۲۰۰۰ء کو ممبئی میں ان کا انتقال ہوا۔

تقدیر کا شکوہ بے معنی ، جینا ہی تجھے منظوٗر نہیں
آپ اپنا مقدر بن نہ سکے ، اتنا تو کوئی مجبوٗر نہیں

یہ محفلِ اہلِ دل ہے ، یہاں ہم سب مے کش ، ہم سب ساقی
تفریق کریں انسانوں میں ، اس بزم کا یہ دستوٗر نہیں

جنت بہ نگہ تسنیم بہ لب انداز اس کے اے شیخ نہ پوچھ
میں جس سے محبت کرتا ہوں ، انساں ہے خیالی حوٗر نہیں

وہ کون سی صبحیں ہیں جن میں بیدار نہیں افسوں تیرا
وہ کون سی کالی راتیں ہیں جو میرے نشے میں چوٗر نہیں

سنتے ہیں کہ کانٹے سے گل تک ہیں راہ میں لاکھوں ویرانے
کہتا ہے مگر یہ عزمِ جنوں ، صحرا سے گلستاں دوٗر نہیں

مجروحؔ اُٹھی ہے موجِ صبا ، آثار لیے طوفانوں کے
ہر قطرۂ شبنم بن جائے ، اک جوئے رواں کچھ دوٗر نہیں

معانی واشارات

جنت بہ نگہ	-	نگاہوں میں جنت	افسوں	-	جادو
تسنیم	-	جنت کی ایک نہر	جوئے رواں	-	بہتا دریا

مشق

* نیچے دیے ہوئے لفظوں میں غیر متعلق لفظ تلاش کیجیے :

۱۔ مے کش ساقی مدرسہ محفل
۲۔ تسنیم زمزم جنت حور
۳۔ گل گلستاں شبنم صحرا
۴۔ جامِ جم موجِ صبا جوئے رواں چشمۂ زمزم

* درج ذیل شعر کا مطلب بیان کیجیے :

تقدیر کا شکوہ بے معنی جینا ہی تجھے منظور نہیں
آپ اپنا مقدر بن نہ سکے اتنا تو کوئی مجبور نہیں

* ذیل کی سرگرمیاں مکمل کیجیے۔

۱۔ قطرۂ شبنم اور جوئے رواں کے فرق کو واضح کیجیے۔
۲۔ غزل کے حوالے سے 'محفلِ اہلِ دل' کی خصوصیت بیان کیجیے۔
۳۔ انسان کو آزاد رہنے کی تلقین کرنے والے شعر کو نقل کیجیے۔
۴۔ 'کہتا ہے مگر یہ عزمِ جنوں، صحرا سے گلستاں دور نہیں' اس مصرعے کو نثر میں تبدیل کیجیے۔

* غزل کے حوالے سے لاکھوں ویرانوں اور صحرا کی مصیبتوں کو ختم کرنے والے لفظ کو لکھیے۔
* ایسا مصرع یا شعر نقل کیجیے جس میں متضاد الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔
* غزل کے ردیف اور قافیوں کو الگ الگ لکھیے۔